

ہندوستان بھری سکھوں اور آدیوں میں تبلیغ اسلام کرنے والا واحد اور اکیلا اخبار رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

KHILAFAT LIBRARY

ضوابط

چند سالانہ عوام سے علم
ششماہی علم امرائے عظام سے
امتیازی قیمت کم
ایسے اصحاب اسکا گرامی اخبار کے
سرپرستوں کی فہرست میں درج
ہونگے اس کے علاوہ جو کچھ
وہ دین وہ عطیہ تصور ہوگا

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور
دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت بیان کرنا
(۲) آریوں اور عیسائیوں کے
حملوں سے اسلام کو بچانا
(۳) الزامات کی مگر وہ اخبار کو
اسلام کے مورچہ سے بدلال
عقلی و نقلی دور کرنا
(۴) حضرت باوانک کی تعلیم کو
سکھ صاحب میں پہچانا اور انہیں اسلام سے



قادیان دارالامان
کو شائع ہوتا ہے

۳ جون ۱۹۱۶ء

جلد ۱ ایڈیٹر محمد یوسف سابق مسورن سنگھ ودوان نمبر ۱۵

قرآن شریف کے گورکھی ترجمہ کا
پہلا پارہ عنقریب مطبع میں چھپا جائیگا

انشاء اللہ تعالیٰ قرآن شریف کے گورکھی ترجمہ کا پہلا پارہ
عنقریب مطبع میں چھپا دیا جائیگا۔ یہ تجویز کی گئی ہے کہ گورکھی
قوائم میں چھپے اور سہ لکھو میں چھپائی ہوئی متن پر
پر ہوگی آج کل کاغذ اور چھپائی کے خرچ بہت چڑے
ہوئے ہیں۔ وہ کاغذ جو آج سے کچھ عرصہ پہلے عام
آتا تھا آج کل چار گونہ بڑی شکل سے ملتا ہے۔ وہ
پہلے پارہ کی قیمت نہ روپیہ کسی صورت
میں بھی کم نہ ہوگی اگر یہ چھپنے کے بعد ہاتھوں آہٹ
نکل جائے تو فہماور نہ میری کفر وہ پلایا اس پر
عظیم کی تاب سے عاجز ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ

بہ دین اعلان بنا دیتا ہوں کہ اپنے نام درج رجسٹر
کرا دین تاکہ چھپنے پر فوراً ان کے نام پہلا پارہ دی پی
کیا جائے کم از کم پانچ سو درختا ستن ضرورت
جلد آجانی چائیں تاکہ پہلا پارہ بہت جلد چھپے
مطبع میں عجیبہ یا جادے کے

ایک روح کا قدم
ارتاد کی طرف
تاج خان خندان
فتح گدھ کی طرف سے
ایک نوٹ اخبار پکاش
۲۶ ہیکہ کے اشو میں چھپا ہے جس میں تاج خان
غناہ عدالت کی طرف سے پرستو و شوب کی گئی ہیں
میر نے اسلامی دنیا کی کم و بیش سیر کی ہے جس سے
مجھے معلوم ہوا ہے کہ مذہب اسلام نہایت مہنت
نہیں ہے میں جملہ علماء اسلام کی خدمت میں
ادب ملتس ہوں کہ میں آپ کو چھ ماہ کی مہلت دیتا

ہوں کہ وہ مجھ کو اس عرصہ میں تمام پبلک میں سمجھانے
کی کوشش کریں ورنہ مجھے اسلام کو ختم و کشتی پر لگی
ہم اس اخبار کے ذریعہ
ارتاد کی طرف جانوالی
روح کو دعوت
تاج خان خندان
عدالت کو اطلاع دیتی
ہیں کہ وہ قادیان شریف کے آدین جو بھی وہ زبردست
سے زبردست شک و شبہ پیش کر سکتے ہیں کریں ہر ان
تعالیٰ نہایت عمدگی کے ساتھ ان کی تسلی کرا دیں گے۔
جب آپ نے خود تسلی حاصل کر لی ہے تو پبلک کی شرم کی کیا
مگر ہم آپ کی خاطر یہ بھی ماننے کے لئے تیار ہیں کہ آپ کی تسلی
انشاء اللہ تعالیٰ پبلک میں کرائی جاوے گی۔ اگر آپ کو حق کی طرف
ہوگی تو میں امید کرتا ہوں کہ بہ دین اطلاع بنا قادیان
پنچ ماہوں میں گئے جسے اگر آپ کسی اور عرصہ میں کہیں آپ یہ
قبول فرماتے ہیں تو اس کا ہمارے پاس کیا عمل ہے

اخبار نور

قادیان دارالامان مورخہ ۳ جون ۱۹۱۶ء

روح و متعلق

ویدک اور اسلامک فلسفہ

پچھلے اخبار میں ہم نے از روئے دید اس امر کو ہر طرح سے آشکارہ اور سب پر کیا تھا کہ ویدوں میں تناسخ کا نہیں ذکر نہیں۔ بلکہ ویدوں میں جا بجا تناسخ کی تردید پائی جاتی ہے۔ غرضیکہ نقلی اور عقلی دلائل سے ہر طرح سے اس امر پر کافی دو انی روشنی ڈالی گئی تھی اور خدا کے فضل سے وہ مضمون بہت ہی مقبول ہوا۔ اب اس مضمون میں فلسفہ روح کے متعلق ویدوں سے ہی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ فلسفہ روح جو آریہ لوگ ہمارے سامنے بیان کرتے ہیں۔ وید اسکے صریح مخالف ہیں اور ویدوں میں کہیں بھی اس کا ذکر نہیں پایا جاتا۔ اسید کہ ناظرین کرام اس مضمون کو کمال دلچسپی سے مطالعہ فرما دیں گے۔

سوامی دیانند صاحب ستیا یوگا پرکاش اردو بار دوم ص ۲۳ پر پینڈٹ لیکھ رام آریہ مسافر ص ۹ پر ویدک تعلیم در بارہ روح بحوالہ رگوید منڈل است ۱۶ منتر ۲۰ دیکھو بیداد بیانیہ ۴۴ منتر ۴ میں لکھتے ہیں (ترجمہ) جو پریشور جیو دو نوخوی شعور اور جن میں پرورش کرنا وغیرہ صفات یکساں ہیں اور جن میں باہم محیط و محاط کا تعلق ہے جو باہم مانوس اور قدیم اور ازلی ہیں ویسے ہی (درکش) درخت شتمل بر جن میں بصورت ازلی علت اور شائین بصورت معلول یعنی جو حالت کثیف میں آکر پھر پرے میں ذروں میں بن جاتا ہے۔ ستیری ازلی شے ہے۔ ان تینوں کے اوصاف افعال اور عادات بھی ازلی ہیں۔ جیو اور پریشور ان دونوں میں سے ایک یعنی جیو اس درخت کانیات میں پاپ اور

کے پھل کو اجمعی طرح بھوگتا ہے اور دوسرا یعنی پرانا اعمال کے پھل کو نہیں بھوگتا۔ اور چاروں طرف یعنی اندر باہر سب جگہ جلوہ گر ہے۔ جیو سے الیشور اور الیشور سے جیو اور ان دونوں میں سے پرکرتی اپنی ماہیت سے جدا ہے۔ اور تینوں ازلی ہیں (ترجمہ پینڈٹ لیکھ رام صاحب) برہم جیو احد پرکرتی تین انادی پدارتھ ہیں پرکرتی ان میں سے جڑ ہے۔ اس انادی پرکرتی سے پرانا تمام مادی دنیا کو بناتا ہے اور پھر اسی میں لے کر دیتا ہے۔ جیو اس باغ دنیا میں پاپ پن روپ پھلوں کو اجمعی پرکرتا ہے۔ ستیرا پرانا کرموں کے پھلوں کو نہ بھوگتا اور نہ بھینسانہ دنیا کو گھر بن کرنا۔ سرور پرکاش مان ہو رہا ہے جیو سے برہم اور برہم سے جیو اور دونوں سے پرکرتی قطعی جدا ہے۔ کبھی ایک تھے اور نہ ہیں نہ ہوں گے تینوں سرورپ سے ازلی ہیں۔ گرد اور چیل کے ترجمہ کا فرق قابل غور ہے۔ خیر ہمیں اس سے بحث نہیں کیونکہ وید کے ایک ہی منتر سے آتش پرستی اور خدا پرستی سدھ ہو سکتی ہے۔ اور حسب منشاء ترجمہ ہو سکتا ہے۔

فلسفہ روح کی بابت وید سے صرف یہی حوالہ سوامی دیانند صاحب نے اپنی کتب میں دیا ہے اور اسی کو دیگر آریہ صاحبان کے لیدروں نے اپنی کتب میں درج کیا ہے۔ باقی منتروں میں اس کا ذکر نہیں ہے اور سوائے اس کے کہ ویدک پریشور سے انتہائی کی ہیں۔ ان کا اور کچھ مطلب نہیں۔ مثلاً اے پرانوں کے قائم رکھنے والے الیشور۔ اے بھگون ہمیں اگلے جنم میں عطا ہو اور پختہ شین ہوں وغیرہ وغیرہ۔

جہاں تک میں نے کلیات آریہ مسافر دیکھی ہے اس منتر سے علاوہ مجھے کوئی حوالہ وید کا فلسفہ روح کی بابت نہیں مل سکا۔ اور سیتا یوگا پرکاش تو اس کے بالکل خاموش ہے۔ ہاں شاستروں میں اس کا ذکر اکثر آتا ہے۔ چونکہ ہمیں اس وقت شاستروں وغیرہ سے بحث نہیں۔ صرف الہامی کتب کے حوالہ کو پرکھنا منظور ہے اس لئے اسی منتر پر غور کرتے ہیں

ہر ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ اس منتر کا مطلب سوا اس کے کچھ نہیں کہ جیو (روح) پریشور کی طرح ذی شعور۔ پرورش کرنا والا ہے۔ ان کا محیط محاط کا تعلق ہے جو الیشور کے ساتھ مانوس قدیم ازلی ہے اس کے اوصاف افعال عادات بھی ازلی ہیں۔ وہ ماہیت میں خدا سے جدا ہے اعمال کا پھل بھوگتا ہے اور ازلی ہے۔

اب ظاہر ہے کہ وید میں روح کی ماہیت۔ اوصاف افعال اور عادات کی ہرگز تشریح نہیں کی کہ روح کی ماہیت کیا کیا ہے اور اس کی صفات فلان فلان ہیں۔ چونکہ نوآیین نکتہ خیال سے دونوں روح اور الیشور قائم بالذات ہیں شاید یہ وہ روح کی تشریح کے لئے مان ہو۔ کیونکہ اگر اس کی ماہیت سے واقف ہوتا تو ضرور ہے کہ اس کے بننے پر قادر ہو۔ اسی لئے روح کو اپنی طرح ازلی اور پرورش کنندہ مان لیا۔ حالانکہ روح کا کام بالنا نہیں ہے اور مجرد روح کس چیز کو پال سکتی ہے۔ کیا روحوں میں سے گھٹے کا مادہ ہے اگر پرورش کرنا ان کی طبعی خاصیت ہے تو پرے کے چارار سال وہ پرورش کا خاصہ کمان جائے گا۔ اس منتر میں روح کے دائم النقا اور ابدی ہونے سے

پریشور نے لاعلمی ظاہر کی ہے پھر لطف کی بات یہ ہے کہ روح کا بیان ہے۔ مگر وید میں روح مع بدن بنایا گیا ہے تو وہ تینوں ازلی اشیا میں سے کس کی پرورش کرتی ہے۔ ظاہر ہے کہ کس کی نہیں۔ خدا اس کی پرورش کا محتاج نہیں ہو سکتا۔ وہ بقول آریہ صاحبان غیر جاندار ہے اور اس میں بڑھنے گھٹنے کی طاقت نہیں اب یہی روح سودھ دیکر روحوں کی پرورش نہیں کر سکتی۔ کیونکہ وہ ساری ماہیت اوصاف افعال عادات میں شریک ہیں پرورش کرنے سے روح میں طاقت کمو کی موجودگی پائی جائے گی۔ اور جو چیز گھٹے بڑھنے کو قبول کرے وہ حادث ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مجرد روح میں پرورش کرنا فطرتی نہیں۔ اگر فطرتی ہوتا تو ہم کو چھوڑ کر بھی اس میں یہ صفت پائی جاتی۔ اب رہا اس کی ذی شعور ہونا سو ظاہر ہے کہ روح انسانی میں جو خالص اور اوصاف پائے جاتے ہیں اور شعور کا مادہ ہے وہ جیوانوں اور درختوں میں نہیں پائے جاتے۔ اگر

سب روئیں ایک ہی جیسی اوصاف میں ہیں تو انسانوں اور
حیوانوں کی صفات میں اتنا عظیم فرق نہ ہوتا عقل انسانی
نے کیا کیا عجائبات کر دکھائے ہیں جو عقل حیوانات کی پہنچ
سے باہر ہیں۔ اگر سب کے اوصاف ایک ہی جیسے ہوتے
تو اتنا اختلاف ممکن نہ تھا۔ اس سے معلوم ہوتا
ہے کہ حیوانات کے قالب میں جا کر روح کے وہ
خواص نہیں رہتے جو انسان کے قالب میں ہوتے
ہیں۔ ان کی کئی بیشی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ
روح تغیر پذیر ہے جو تغیر پذیر ہے وہ حادث ہے۔
اگر حیوان میں کوئی صفت بھی ازلی ہوتی جیسا کہ یہ صاحبان
اب کہتے ہیں۔ سو انی ویاتند صاحب ستیا رکھتے پر کاش
مطبوعہ ۱۸۸۲ء ص ۲۰ پر کبھی نہ لکھتے کہ "جیو شیتتی میں
گیان رہت ہو جاتے ہیں۔" ص ۱۷ جب جیو شیتی
و شا میں جاتا ہے تب اس کو کچھ بھی گیان نہیں رہتا
ص ۲۵ جب منشہ کا جیو شیتی و شا میں رہتا ہے۔
تب اس کو سکھ یاد رکھ کی پراپتی کچھ بھی نہیں ہوتی "وغیرہ
وغیرہ۔ اس ویدنتر نے کچھ تشریح نہیں کی کہ جب پن کا
پھل اور خط وہ (روح) طبعی طور پر وید کے بموجب جسم سے
علیہ پا سکتا ہے، تو پاپ کا پھل وہ کیوں جسم کے بغیر
نہیں بھوگ سکتا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاپ و پن
کا دکھ سکھ بھوگنا اس کا طبعی خاصہ نہیں بلکہ جیو سمہ
جسم کا خاصہ ہے کہ وہ سکھ اور دکھ محسوس کرے۔ اس منتر
میں ویدک پر میشور نے بجائے مجبور روح کا فلسفہ بیان کرتے
کے روح مع جسم یعنی انسان کے خواص وغیرہ پر بحث
کی ہے۔ سو انی ویاتند صاحب اور ویدکار یہ صاحبان ا
فلسفہ روح سے تعبیر کرتے ہیں +

اب قابلِ عفو و آمرت ہے کہ آیا سب انسانوں حیوانوں
وغیرہ میں ایک ہی روح کام کر رہی ہے یا علیحدہ علیحدہ۔ امر
اولیٰ بالبداهت خلاف واقعہ ہے کیونکہ اگر ایک ہی روح
سب میں ہوتی۔ تو ایک انسان یا حیوان کو تکلیف پہنچنے
سے سب جانداروں کو تکلیف محسوس ہوتی۔ مگر یہ کہی
نہیں ہوتا۔ اب رہا امر دوم جو حجبِ روحیں بہت
ساری ہیں اور وہ سب بقول وید ذمی شعور پرورش
کرنے والی مابہیت۔ اوصاف و افعال میں

برابر ہیں۔ نو ذریعہ طلب امر یہ ہے۔
جب وہ ماہیت و اوصاف وغیرہ میں
مشترک ہیں۔ ان میں امتیاز کرنے کے
لئے یعنی ایک دوسرے سے امتیاز کرنے
کے لئے ایک امر ہونا چاہئے۔ کہ جس سے ایک
روح دوسری سے امتیاز ہو سکے۔ کیونکہ جہاں کہیں
بہت سی چیزیں ایک ہی جہی ہوں۔ اس
جگہ ایسی چیز کی ضرورت ہوا کرتی ہے جو ان دو
چیزوں میں امتیاز کر دے۔ اس سے معلوم
ہوا کہ جہاں بہت سی چیزیں ایک ہی جہی
ہوں گی۔ ان کو ایک دوسرے کو شناخت
کرنے کے لئے کوئی تیسرا ضرور ہوگی۔ اور
یہ بات ترکیب چاہتی ہے۔ یعنی وہ چیز مرکب
دو چیزوں سے اول وہ چیز جو ان میں باہمی اشتراک
و مشترک ہونا کا باعث ہے۔ دوم وہ چیز جو ان
میں امتیاز کا باعث ہے یعنی ماہیت اشتراک اور ماہیت
سے جب مرکب ثابت ہوئی تو حادثہ سوامی
و یا منہ صاحب ستیارتھ کے ۲۱۹ اردو ایڈیشن
دوم پر لکھتے ہیں کہ اتصال کا تعلق یکساں صورت
والی چیزوں پر عاید ہو سکتا ہے۔ غیر یکساں صورت
پر عاید نہیں ہوتا اور اس صورت میں جو یکساں
ماہیت و اوصاف والے ہیں۔

اگر یہ کہو کہ ان میں تمیز باعتبار صفات کے ہے تو یہ باطل ہے کیونکہ روحوں کی ذات اور نیز وہ شے جو ذات کو لازم ہے سب ایک ہی ہیں۔ کیونکہ کل رو میں ایک ہی نوع کی ہیں۔ اور ذات کے لوازم ذات علیحدہ نہیں ہو جاتے۔ پس جہاں ذات ہوگی وہاں اس کے لوازم بھی ساتھ ہی ہونگے آپ یقین نہ رکھیں کہ ذات اور لوازم ذات ایک ہی ہیں۔ بلکہ مراد اس سے یہ ہے کہ جب ذات انسان اور انسان کی روح کی ایک ہے تو وہ شے جو ذات کو لازم ہے۔ جہاں ذات ہوگی وہیں وہ بھی پائی جائیگی اور ذات روح فی انسان اور حیوانات میں پائی جاتی ہے۔ پس اس کے لوازم بھی وہیں پائے جائیں گے

اس سے معلوم ہوا کہ وہ بھی ایک ہی ہیں متعدد
نہیں اور یہ کہ کل روحیں متساوی۔ ثابت ہیں
مشتربک اور حقیقت میں متحد ہیں۔

اب ویدک روح کی ذی شعور ہونے پر تھوڑی سی اور نظر ڈالئے۔ جبکہ ذی شعور بالذات ہونا دو وجہ سے باطل ہے اول یہ کہ اگر وہ بالذات ذی شعور ہوتیں اور ان کا علم ناشی از ذات ہوتا۔ تو ان پر کبھی اندکبھی صورت میں سمو اور سیان طاری نہ ہوتا اور نہ وہ اپنے افعال کو بھولتیں (جو کہ ذی شعور ہونکی طرح ان کی ذاتی صفت ہے) بلکہ تمام اعمال و افعال یعنی گذشتہ سے واقف اور ان کی حافظ ہوتیں۔ خصوصاً قائلین متلخ کے نزدیک اگر روح مدرک بالذات ہوتی تو جب وہ کسی دوسرے جسم میں حلول ہو کر منتقل ہوتی۔ تو وہ بالذات ضرور ہوتی۔ اس سے لازم آتا کہ تین شیا کا علم اس کو اول حاصل ہو چکا ہے۔ اسکا وہ علم اس وقت انتقال میں بھی ضرور رہتا اور جو شخص جس فن کا پہلے سے عالم تھا۔ وہ بعد ازاں بھی عالم رہتا۔ ظاہر ایسا ہرگز نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ وہ مدرک بالذات نہیں۔ جب مدرک بالذات نہیں تو مشترک بالذات بھی نہیں۔ تاکہ پریشور کے ساتھ ان کا ایک ذات میں اشتراک ہونا۔ جب اشتراک نہ رہا۔ تو یہ صفت کا یہ کہنا کہ پریشور اور جیو میں مدرک بالذات ہونا بالذات در صفات یکساں اسے۔ غلط تھیرا۔ وجہ دوم یہ ہے کہ مدرک بالذات ہونا کامل صفتوں میں سے ہے اور ہر صفت کامل کا حق سوائے خدا کے کسی کو نہیں ہے۔ صفتیں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک شاملہ دوسری کاملہ صفات کاملہ خاصہ خدا تعالیٰ کا ہے کہ انہیں کسی کی تر نہیں جیسے حتی۔ قیوم۔ عالم الغیب۔ مدامبارک بالذات قدامیہ بالذات خالق کائنات وغیرہ خاصہ کی خاصیت اور معنی یہ ہیں کہ وہ جس ذات کے لئے خاص ہو اس کے غیر میں تحقق نہ ہو۔ شاملہ وہ صفت کاملہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ اور اس کی مخلوق میں وجہ شمول رکھتی ہو۔ جیسے سمیع۔ علی۔

و غیرہ اس قسم کے اشتراک سے کسی چیز میں مشترک ذاتی ہو سکتی ہے۔ نہ ترکیب نہ تجربہ۔ ہمارے آریہ دوست عموماً یہ کہا کرتے ہیں کہ قرآن کریم میں روح کا ذکر نہیں ہے۔ مگر معلوم نہیں ہے کہ انہوں نے آریہ دوست کیا بستے بٹھاتے ہیں کیونکہ قرآن کریم میں تو کھولی کھول کر روح کی نفیست کو بیان و ناما گیا ہے۔ اگر دید میں روح کا کہیں ذکر ہے تو صرف رنگ وید میں پایا جاتا ہے۔ اور وہ اس سے سوامی ویاوند صاحب نے ستیا رتھ پرکاش میں ذکر کیا ہے۔ جس کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے جس کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے۔ جس میں قطعاً اس امر کا ذکر نہیں کیا گیا۔ کہ روح مرکب ہے یا مفرد کیسے ایک نامکمل چیز خود بخود بن گئی ہوں وہاں ویدوں میں یہ روح بالبدن کی تعریف ضرور پائی جاتی ہے۔ باقی رہا ہمارے آریہ دوستوں کا یہ اعتراض کہ نا کہ قرآن کریم میں کہا گیا ہے۔ روح من امور رجبی تو ہمارے آریہ دوستوں کو اس امر پر غور کرنا چاہئے کہ لفظ امر کا طلاق کس جگہ اور کس حالت پر ہو سکتا ہو اگر ہمارے معترض دوست ان امور پر غور کرتے تو انہیں ہرگز ہرگز لفظ امر پر اعتراض کرنے کی جرأت نہ نہ پڑتی۔ امر وہ چیز ہے جس کا اندازہ اور مقدار نہ ہو اسکے یعنی بسبب نہ ہونے مقدار کے ساحت اور اندازہ میں داخل نہ ہو سکے۔ وہ عالم امر سے کہلاتی ہے۔ ساحت یعنی اس عالم میں سے جو اندازہ مقدار سے بری ہو۔ یا ایک جو ہر منقسم جو لطف کی ایک خاص حالت پر رب العالمین کی طرف سے افاضہ ہوتی ہے۔ اور خدائی مخلوق اور مرلوب یعنی حادث بالذات خدا تعالیٰ کے حکم اور قدرت سے ظہور میں آئی ہوئی اور وجود بقا میں اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے۔

مگر یہ اب کسی معترض کی طرف سے بوجہ کہ عدم واقفیت کے یہ اعتراض اٹھایا جاسکے کہ جب روح جو ہر منقسم ہے تو وہ دائمی باقی ہے اور قدیم ہے حادث نہیں۔ مگر یہاں اور یہ سب باتیں ناواقفیت پر مبنی ہیں سوامی ویاوند صاحب ستیا رتھ پرکاش طبع دوم صفحہ ۲۸۶ پر لکھتے ہیں۔

کہ وہ ہوا اناج پانی خواہ جسم کے مساموں کے ذریعہ دوسرے جسم میں ایشور کی طرح کیسے داخل ہوتی ہے اس پر سوامی ویاوند صاحب نے شری سوامی ویاوند صاحب کے عطا ایک روح ایک مادی چیز ہے جو پانی ہو اسبزی وغیرہ کے ساتھ ملکر انسانی جسم میں داخل ہو جاتی ہے اب ممکن ہے کوئی ناواقف معترض بھی اعتراض کرے کہ اگر روح موجود نہ تھی تو اس کا آنا محال گویا نیستی ہے ہستی نامکن ہے۔ مگر یہ اعتراض بھی صرف عدم واقفیت پر دلالت کرتا ہے۔ سب لوگ امر کو جانتے ہیں کہ جب یہ کہا جاتا ہے۔ دیکھتا۔ سننا۔ سونگھنا۔ چلنا وغیرہ تو فوراً عقل اس طرف منتقل ہوتی ہے کہ دیکھنے سے مراد ہے۔ آنکھوں سے دیکھنا سننے سے مراد ہے۔ کانوں سے سننا سونگھنے سے مراد ہے۔ ہاتھ سے سونگھنا۔ چلنا سے مراد ہے۔ پاؤں سے چلنا وغیرہ کیا کوئی آریہ ایسے آدمی کا پتہ دے سکتا ہے کیا کسی رشتی یا ہمارے رشتی کا بھی پتہ دے سکتا ہے جو بغیر کانوں کے سنتا ہو۔ جو بغیر منہ کے بولتا ہو۔ جو بغیر پاؤں کے چلتا ہو جو بغیر ہاتھوں کے کام کرتا ہو وغیرہ وغیرہ میرے نزدیک جب دنیا بینی ہے یا یوں کہنے کہ جب سے تاریخ انسانی نسل کا پتہ دیتی ہے ہم لاکھ غور کریں کر دیکھا صفحات کی اوراق گردانی کریں ہیں ہرگز ہرگز کوئی انسان ایسا دکھائی نہیں دیکھا۔ جو بغیر کانوں کے سنتے جو بغیر زبان کے بولتے جو بغیر پاؤں کے چلتے وغیرہ۔ حالانکہ سوامی ویاوند صاحب نے ستیا رتھ صفحہ ۲۸۲ پر اس امر کو فراخ دلی سے قبول کیا ہے کہ ایشور بغیر مادی کانوں کے سنتا بغیر مادی پاؤں کے چلتا بغیر مادی زبان کے سنتا ہے وغیرہ جب وہ ان مادی اعضاء کے بغیر ان کاموں کو انسانوں سے کر دے گا اور جب بڑھ چڑھ کر کرتا ہے۔ جو انسانی عقل و فکر سے دور اور دور پرے اور پرے ہے تو اگر وہ بغیر مادہ کے کسی چیز کو بنا دے تو اس جگہ محاط عقل کا کیوں عقل دیا جاتا ہے۔ یا تو اور دے عقل یہ تسلیم کر لو کہ خدا مادی کانوں سے سننا مادی زبان سے بولتا

مادی پاؤں سے چلتا ہے وغیرہ جب اس جگہ بغیر مادہ کے آپ سب کچھ تسلیم کرتے ہیں۔ تو اگر بیشتر ہے۔ بغیر مادہ کے کوئی چیز بنا دے تو اس جگہ بال کی کھال اتار دی جاتی ہے۔ امید کہ کوئی آریہ دوست اس ضرور اور لازمی سوال کا معقول جواب عطا فرمائے گا۔

اب ممکن ہے کسی آریہ دوست کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ صرف حکم سے کوئی چیز نہیں بن سکتی جب تک کسی چیز کے بننے کا مصالحہ نہ ہو۔ روح کو قائم البقا مسلمان بھی مانتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ مسلمان روح کو حادث بالذات اور قدیم بالغیر مانتے ہیں نیز یہ کہ وہ حادث ازلی اور قدیم ابدی ہے۔ اس کا دائم البقا ہونا خدا کے پاک کے حکم پر منحصر ہے۔ نہ کہ آریہ صاحبان کی طرح ایک نامکمل چیز خود بخود ہے۔ اور خود بخود بن سکتی جس سے کچا خیال اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

حادث بالذات اسے کہتے ہیں جس کا وجود ثابت اور تحقق ہو غیر سے اور وہ اپنے وجود میں غیر کا محتاج ہو۔ قدام بالزمان وہ ہے جس کا وجود شروع زمانہ ہو۔ جیسے آکاش جو حادث بالذات اور قدیم بالزمانہ ہیں قدام بالذات وہ ہے کہ جس کا وجود کسی غیر کیوجہ سے نہ ہو بلکہ وہ ہمیشہ سے خود بخود موجود ہو اور مسلمان یہ صفت صرف خدا کے پاک میں پاتے ہیں۔ روح اور مادہ کے قدیم سمجھنے میں علاوہ شرکت باری کے پریشور کی سخت محتاجی پائی جاتی ہے۔ مثلاً قلم اور دوات اور میں ہوں۔ ضرور ہے۔ کہ مجھے لکھتے وقت قلم اور دوات کی جو موجود ہیں حاجت ہے۔ اسی طرح روح اور مادہ کی موجودگی میں ویدک پریشور کو اپنے کام چلانے کے لئے ان کی ضرور حاجت ثابت ہوتی ہے۔ گو میں ہزار کہوں۔ کہ قلم دوات میرے محکوم اور محدود ذات والے ہیں۔ مگر تاہم عقل سلیم ہی کہے گی کہ مجھے ضرور ان کی حاجت ہے۔ بسطی طرح ویدک پریشور محتاج ثابت ہوتا ہے۔

ایک جگہ سری کرشن کا قول نقل کر کے سوامی ویاوند صاحب نے لکھا کہ اس قول کا مطلب یہ ہے کہ جو پیدا ہوا ہے وہ ضرور مرے گا اور جو مرے گا

ایک جگہ لکھتے ہیں۔ حضرت حکم سے خاکسار اور نور جناب مولوی سید رشید شاہ صاحب کے ساتھ مولوی کریم الدین احمد صاحب کی بھانجی کی شادی پر لکھنؤ گیا۔ اور وہاں خاکسار کا ایک بیچہ آریہ سماج کے مقول ہی ہوا۔ چونکہ وہاں زیادہ دن لگ گئے اس لئے یہ پرچہ صرف نصفی کا ہی نکالنا پڑا آئندہ پرچہ میں انشاء اللہ قسط کے کمر خال دی جائے گی۔

حوالہ جات و بیانات میں جو کچھ مذکور ہے اس سے بے خبر نہ رہیں کہ اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب سچ ہے اور اس میں کوئی کذب و تلمیح نہیں ہے۔

کا ضرر و خیم ہو گا مگر یہ ایک دقیق کتبہ کیرف اشارہ کرتا ہے۔ جسے ان کیوں نے نہیں سمجھا۔ وہ کہتے ہیں جو اجسام اور جوہر کہ پیدا ہوئے اور عدم فضا سے ہستی میں لائے گئے ان کے لئے ایک نہ ایک دن فنا ضرور ہے اس میں لفظ جو کہ اصل میں مترادف لفظ کل کا ہے یا اگر صرف شرط کا صورت اول میں کل سے مراد کل مجموعی ہے نہ کل انفرادی۔ کیونکہ فرد جو ہر میں صفت عامہ اور لازم عامہ کسی چیز کا بھی شامل بھی لگی ہیں۔ اور یہ چیزیں کل کی کل زید کے وجود کے ساتھ ہی موجود ہوتی ہیں۔ اور وجود زید تو نیا پیدا شدہ ہے تو یہ چیزیں بھی ظاہری طور پر زید کے ساتھ ہی ہیں۔ ہر میں یا اس نے اپنے کہ با و کمال سے پیدا کیں بہر حال پیدا ہونے میں یہ صفتیں بھی شریک مافی لگی ہیں لیکن یہ چیزیں فنا بھی نہیں ہوتیں کیونکہ کسی علم کے لئے فنا محض نہیں ہے کہ اس کے نام اور نشان کا پتہ کسی وقت فنا پیدا ہو جائے۔ اسی طرح سے انسانی وجود کہ انسان کا عالم لازم اور مشترک خاصہ میں سے گنتی جاتی ہے۔ انسان کے جسم کی ساتھ پیدا تو ضرور ہوئی ہے۔ لیکن بدن۔ فنا ہونے سے اس کا فنا ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ عقل سلیم نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہوا ہے کہ لازم کا فنا ہو جانا لازم کے فنا ہونے کے لازم نہیں کرتا۔ اور خاصہ والی چیز کا فنا ہونا خاصہ شے کو فنا لازم کرتا ہے پس کائنات کی کا وہ قول لکھتے ہیں کہ جو پیدا ہوا ہے وہ ضرور مریگا۔ کیونکہ صفات عامہ بعد از موت فنا نہیں ہوتے۔

اس کی صاف اور واضح تفسیر یہ ہے کہ گناہیں کسی اس اور کالیہ میں پیدا ہوئے اور سر گئے مگر جو نہایت اور پر علوم وہ اپنی کتابوں میں بند کر کے اپنے شاگردوں کو سکھاتا ہے وہ ابھی تک زندہ ہیں حالانکہ دیکھ گناہیں کسی اس اور کالیہ میں بغیرہ کو فوت ہوئے صدیاں گزر گئیں مگر ان کے علوم سنون ویسے زندہ ہیں حالانکہ وہ علوم کسی اس یا کالیہ میں بخیرہ کے پیدا ہوئے ہیں ان کے ساتھ آئے مگر وہ چلے گئے۔

اقوال موجود ہیں غور کر و کہ راجہ رام چند اور وغیرہ کو۔

پیدا ہوئے یا سال ہو گئے۔ وہ پیدا ہوئے اور فوت ہو گئے مگر ان کے کارنامے ابھی تک زندہ ہیں حالانکہ ان کے کارنامے میں پاس اور راوی وغیرہ کے ساتھ لڑائی یہ سب باتیں ان کے پیدا ہونے کے ساتھ ظہور میں آئیں مگر یہ ابھی تک زندہ ہیں۔ حالانکہ ان کا مظہر فوت ہو گیا۔ لہذا اثبات ہوا کہ صفات علم پر کبھی فنا محض نہیں ہوتی اس لئے کہ کائنات میں ہر شے کا یہ کلیہ کہا گیا کہ جو پیدا ہوا وہ مرنے کا۔ اور جو مراد وہ پیدا ہو گا وغیرہ۔

پھر اکثر جگہ سوای دیا نند صاحب نے یہ لکھا ہے کہ پریشور باب ہے اور روح بیٹا۔ یہی ایک فقرہ ہی۔ روح کی قدامت پر پانی پھیر دیتا ہے کیا باپ پہلے ہوتا ہے۔ یا بیٹا۔ صاف ظاہر ہے کہ یورپ پہلے تھا۔ کبھی کسی نے یہ نہیں دیکھا ہو گا۔ کہ باپ اور بیٹا ہم عمر ہوں۔ اگر آریہ دوست کسی اور بات پر غور کبھی کریں۔ تو یہی ایک بات روح کا فنا ہونے کی کافی و دافی دلیل ہے صاف ظاہر ہے کہ باپ بیٹے کا پیدا آگندہ ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اپنے آئندہ مضمون میں اس امر کو وضاحت اور راحت سے بیان کروں گا کہ قرآن کریم نے کس طرح روح کے متعلق واضح اور بین و لائل اور برہان نبی نوع انسان کے سامنے رکھے ہیں جس کی حقیقت کسی کتاب میں نہیں ملتی

بھائی خالصہ جی
میدان چھوڑو

بھائی خالصہ اخبار سے ملنے پہلے
عکسی گذشتہ پرچہ میں یہ لکھا تھا کہ حضرت بابا و اصحاب کے متعلق بجا ہے جنم ساکھ کے

گزشتہ صاحب کے حوالہ جات میں چاہئیں یا کیونکہ ہمیں تو یہ مقصود ہے کہ کسی طرح کے ساتھ اللہ تعالیٰ کسی کو ہدایت نصیب کرے اس لئے ہم نے بڑ خوشی کے ساتھ جنم ساکھ کی بجا سے حضرت بابا و اصحاب کے اسلام کے متعلق گزشتہ صاحب کے حوالہ جات میں پیش کیے جو حضرت بابا و اصحاب کے اسلام پر کافی و دافی روشنی ڈالتی ہے۔ اب بھائی خالصہ جی یہ کہتے ہیں کہ جنم ساکھ

تذرات

KHULAFAT LIBRARY

معافی حق مہر کے لئے جبر

اخبار المیزان رقمطراز ہے کہ کلکتہ کا ایک اخبار لکھتا ہے کہ نواب خواجہ یوسف خان رئیس ڈھاکہ کے صاحبزادہ خواجہ محمد عظیم خاں کو اس جرم میں کہ اس نے اپنی بیوی کو جس بیجا میں رکھا اس سے اس ہزار روپیہ حق مہر معاف کرالیا ہے۔ عدالت سے تین ماہ قید کی سزا ہوئی۔ جب مسلمانوں کے پاس روپیہ بہت تھا تو وہ لاکھوں کا مہر باندھ دیتے تھے۔ مگر اب یہ حالت نہیں ہے جس حدیت و استطاعت مہر باندھنا اور خوش دلی کے ساتھ آوا کرنا چاہئے جیسا کہ قرآن حکیم فرماتا ہے و اتوا النساء صدق قحمن فحلل فان طبن لکم عن شئی منہ نفساً فکلوہ ہینئلاً صریحاً رپ ہم من السماء ع لم اور عورتوں کو ان کے مہر خوش دلی کے ساتھ اے ڈالو پھر اگر وہ خوش دلی کے ساتھ اس میں کچھ کم کو چھو دیں تو اس کو چٹا بچتا سمجھ کر مزے سے کھاؤ پیو۔ غور کرو۔ قولین قدرت کی اس مقدس دفعہ کی خلافت و زری سے کیسے بڑے نتائج مترتب ہوتے ہیں فاختہ و ناولی الالبصار

کھاٹھنسنے والا درخت اب تک ہنسنے والے رونے والے گوشت کھانے والے اور انواع و اقسام کے عجیب و غریب رخت معلوم ہو چکے ہیں مگر کھاٹھنسنے والے درختوں کا تو کسی فرد بشر نے نام و نشان ہی نہ سنا ہو گا۔ چند رو کا عرصہ منقض ہوا ہے کہ ایک فراموشی ہمارے علم نبات نے یہ معلوم کیا ہے کہ اکثر شہر و جاہل میں ایک قسم کا درخت ہوتا ہے جس میں کھاٹھنسنے کی حیرت انگیز طاقت ہوتی ہے اس درخت کے پھل تو چھوٹے

ہوتے ہیں لیکن بیچ چیلے اور اندازے سے کسی قدر بڑے ہوتے ہیں اس درخت کو مٹی سے بے حد نفرت ہو۔ اگر تھوڑی سی خاک بھی اڑ کر اس کے پتوں پر جمع ہو جائے تو اس درخت کے اعتدال مزاج میں اختلال عظیم واقع ہو جاتا ہے اس درخت کے پتے ہی اس کے پھیلنے سے ہوتے ہیں اسی بنا پر پتوں پر گرد و غبار جمع ہو جانے سے اس کا تنفس رک جاتا ہے اس درخت کے پتوں سے ایک قسم کی ہوا خارج ہوتی رہتی ہے جب پتو غبار آلودہ ہو جاتے ہیں تو ہوا کے منافذ و مخارج بند ہو جاتے ہیں پھر پتے پھولنے لگتے ہیں اور اندرونی ہوا گرد آلودہ منافذ و مخارج سے عجیب و غریب آواز کرتی ہوئی نکلتی ہے جس سے ہی آواز ہے جو چھوٹے بچے کے کھانسنے کے مشابہہ ہوتی ہے۔ اگر تم تھوڑی دیر اس درخت کے پاس کھڑے رہو۔ تو تمہیں ایسا معلوم ہوگا کہ گویا پاس ہی ایک دو ننھے بچے کھانسنے سے ہیں۔ کون جانتا ہے کہ اس دنیا کے عجائب گاہ میں سی قسم کی اور کتنی حیرت انگیز چیزیں ہیں جو ابھی تک بصیرت حیطہ علم و ادراک انسانی سے باہر ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ عالم میں جو کچھ نظر آتا ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو راز ہے۔ ولما بین قال سے ہر کس نہ شناسندہ راز است و رگرنہ اینہا ہمہ راز است کہ مفہوم عوام است

KHILAFAT LIBRARY

ہندوستان میں مسلمان گداگروں کی کثرت

ہندوستان میں س لاکھ اٹھتر ہزار سات سو باون مسلمان گداگر ہیں جن میں سے چار لاکھ اکیس ہزار نو سو اٹھ

صرف پنجاب میں ہیں۔ اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ گداگری ایک متزل شنیوہ ہے اسی بنا پر اسلام نے اپنے متبعین کو بھیگ مانگنے سے نہایت شدت کے ساتھ واقعت کی ہے تاکہ

قومی عزت اور شرافت نفس قایم رہے چنانچہ متعدد احادیث صحیحہ میں گداگری کی مذمت وارد ہے چند ذیل میں درج کی جاتی ہیں :

(۱) جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا تحل الصدقة مغنیاً ولا الذمہ تسوی - خیرات مالدار آدمی کو اور جس کو کمائی کی قوت ہو اور جس کے اعضاء درست ہوں۔ حلال نہیں رہی حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم اپنے آخری حج میں صدقہ کا مال تقسیم فرما رہے تھے کہ وہ آدمی مانگنے کو آئے آپ نے ان پر نظر ڈالی او پھر نیچے کر لی وہ دونوں صحیح الاعضاء اور مضبوط و توانا تھے آپ نے فرمایا۔ ان شئما اتیتکما ولا حظ فیہما لغنی ولا تقوی مکتب اگر تم چاہو تو میں تم کو دوں لیکن اس میں مالدار اور مضبوط کمانے والے آدمی کا کچھ حصہ نہیں :

(۲) ایک شخص نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ کچھ زکوٰۃ عنایت کیجئے آپ نے فرمایا ان اللہ لم یدض بیکم نبی ولا خیر لا فی الصدقات فجزاھا شامئیلہ اجزاء فان کنتم من تلک اجزاء فاعطیتک - خدا زکوٰۃ کے بارے میں کبھی نبی یا غیر نبی کے حکم پر راضی نہیں ہوا ہے بلکہ اس نے خود اس کے آٹھ حصے فرمائے ہیں اگر ان میں سے تم کسی میں ہو تو میں تم کو دوں :

(۳) حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا ین یاخذ احدکم حیدہ خیاتی لغد محط علی طھرہ فیدبیحھا فلیف اللہ یکھا وجہ فیدہ لا سن ان یسال الناس تم میں کوئی شخص رسی لے اور اپنی پٹی پر لکڑی کا ٹکھا لے کر آئے اور اس کو بیچے اور خدا اس کی عزت اس سے رکھ لے اس کے لئے بہتر ہے اس کے وہ لوگوں سے مانگتا پھرے :

(۴) مستطیع گداگروں کی نسبت حضرت سردار

انبیاء علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے ما یزال للہ یسال الناموس مٹی یا قی یوم الیامۃ و لیس فی وجہ مذمۃ لک جو شخص لوگوں سے مانگتا ہے وہ قیامت میں آئے گا تو اس کے منہ پر کثرت کا ایک ٹکڑا نہ ہوگا

(۵) حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا من یتقبل لی یوجہ التقبل لہ الخیشۃ لا یسال الناس شیاً جو شخص میری ایک بات مان لے میں اس کے لئے جنت کا وعدہ کرتا ہوں لوگوں سے مانگنا نہ کرو :

(۶) ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے کچھ مانگا۔ فرمایا تمہارے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا ہاں ایک کلمہ آپ نے اس کا کلمہ بیچ کر ایک کلمہ لکھاڑی خرید دی کہ جھگل سے لکڑیا لاکر بیچا کرے :

(۷) جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک غیر مستحق گداگر آیا آپ نے اس کو پکڑا ایک شخص کے پاس نوکر رکھا دیا :

(۸) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بیت اللہ شریف میں بھیگ مانگتے دیکھا۔ آپ نے اس کو سخت سزا دی۔ غور کرو فقیر بھات مذکورہ بالا سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ گداگری ایک نہایت متبذل شنیوہ ہے اور اسلام نے اپنے پیروؤں کو ہدایت کی ہے کہ اس نیل طریقہ کو ذریعہ معاش نہ بنائیں اور زکوٰۃ و صدقات نبوی کی صرف ان لوگوں کو اجازت دی ہے جو اپنی قوم بازم سے کہ ب معاش نہ کر سکیں اور ان کو بھی الحاح کثرت سوال اور بھاحت سے نہایت شدت کیساتھ مانعت فرمائی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ لاکھوں مسلمان نہایت بھجائی سے در در کی ٹھوکریں کھاتے ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ خیرات و صدقات کے غلط اور بے محل استعمال سے مسلمانوں میں گداگروں اور فقر خوروں کی تعداد میں دن بدن ترقی ہو رہی ہے خیر مستحقین اور نالوں و خیرات کا پڑنے سے قوم کا رویہ برباد ہوتا ہے بڑے بڑے مشائخ گداگری کو ذریعہ معاش نہایتی ہیں۔

مستحقین خود اپنے آپ کو کام دیتے ہیں۔ قاعداً

یوپی کے ناک پختیوں میں تبلیغ کی ضرورت

خالصہ اخبار
لاہور پختیوں
کہ یوپی میں ناک
پختی بکثرت ہیں

جن کی نقاد لاکھوں تک پہنچی ہوئی ہے۔ پھر پختیوں
ہے کہ مدت سے احمدی مسلمان کوششوں میں ہیں
کہ سست گور کی تعلیم کا سرچشمہ قرآن کو ثابت کیا جاتے
یہ امر تو خدا کے فضل سے ایک اور ایک وکیل طرح
اب ظاہر ہوا ہے کہ سری گور و ناک پختی
اسلام کے دلدادہ اور شیدائے حق۔ اس پر اب
مزید خامہ فرسائی کی ضرورت نہیں رہی۔ ہاں
یہ بات ضرور قابل غور ہے کہ ناک پختیوں
خصوصاً یوپی کے ناک پختیوں میں تبلیغ کامیاب
وسیع ہے میں نے خود یوپی میں دورہ کر کے دیکھا
لوگ ہماری باتوں کو بڑی محبت سے سنتے تھے
اسی بنا پر خاک راہیٹر نور نے ایک بڑی پیمائش
۴ صفحات کا سٹریٹ ناگری میں پھکڑ دہاں کے
ناک پختیوں میں مفت تقسیم کیا جس سے وہاں
کے ناک پختیوں میں ایک خاص بل بل سی پڑ گئی
اگر یہ سلسلہ چل نکلتا تو خدا کے فضل سے بڑی کامیابی
کی توقع تھی۔ مگر ناتو خاک راہیٹر نور کے پاس پیسہ
نہ تھا کہ اور سٹریٹ ان لوگوں میں تقسیم کئے جاتے۔
اور نایاب طاقت تھی کہ کامیاب کو بند کر کے میں اپنے
آپ کو اس طرح لگا سکتا۔ اصل میں یہ انجمن کا کام
تھا ایک اکیلے انسان کی طاقت سے باہر تھا۔

مگر درمندان ملت نے اس طرف توجہ نہ کی جس کا
نتیجہ ہوا کہ چلا چلا یا کام بعد حیرت و سنجیدہ
کرنا پڑا۔

سکھ مذہبی کانفرنس

خوشی کی بات
نئے جس طرح
سکھ کونسل کانفرنس اپنا کام کر رہی ہے۔ اب سکھ
دھارمک کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ ۱۲/۱۵/۱۶
جسے مطابق ۲۶/۲۷/۲۸ مئی کو بہت مشکل سنگھ
صاحب کے زیر اہتمام دہلی ضلع جالندھر میں ہوا

ہم خوش ہیں کہ ہمارے... سکھ دوستوں نے
مذہب جیسے ضروری امر ہی توجہ فرمائی ہے کیونکہ
مذہب ایک ایسی چیز ہے جو سب ضروریات سے
مقدم ہونی چاہئے۔

میں رہ نہ سکاں

آریہ گزٹ کا ایڈیٹر ہیں
خود ہی قرآن شریف
پر نکتہ چینی قرآن کریم کی تحقیقات وغیرہ مضامین
لکھ کر مسلمانوں کو یہ مقدس کی صداقت پر کھنے کی دعوت
دیتا ہے۔ جب مسلمان قرآن کی صداقت اور وہ
مقدس کی حقیقت کو ہاشمہ آریہ گزٹ کے سامنے
رکھتے ہیں تو ہاشمہ جی آپ سے باہر ہو کر ہائے
رہے نصاب فلان ایڈیٹر پر کھنے وغیرہ مضامین
شرع کر دیتے ہیں آریہ گزٹ کا ایڈیٹر اگر نا مقابلاً
نہیں رکھتا تو چاہئے کہ پہلے آوروں کو دعوت
نہ دے دعوت دیکر پھر حساب لگانے بیٹھنا اور
اندیشی سے بعید ہے

جاپان میں عیسائی مذہب کس طرح ترقی کر رہا ہے

ایک وقت وہ تھا
کہ اہل جاپان سوامی
بد مذہب تھے اور کسی
عقیدہ کو خاطر میں نہ
لاتے تھے۔ عیسائیوں
نہیسی جفاکش اور مل
جلی قوم سے یہ کب گوارہ ہو سکتا تھا کہ اہل جاپان
کے کانوں تک اپنے مذہب کا پیغام نہ پہنچائیں
جب پہلے پہلے مسیح صاحبان نے جاپان میں قدم
رکھا تو جو ان کی مخالفت ہوئی وہ انظر من نہیں
ہے۔ مسیحیوں کی شاذت اور ان کی گرفتاری
کے لئے باقاعدہ انعامات مقرر کئے گئے۔ مگر یہ
سال کے عرصہ میں مسیح جاپان نے کس قدر حیرت انگیز
ترقی کی وہ پاوری ہے ڈبلیو بی صاحب کے اس
مضمون سے ظاہر ہے۔ جو آپ نے لاہور میں مسیح
صاحبان کے جلسہ میں پڑھا۔ آپ نے ظاہر کیا کہ پہلے
سال کے عرصہ میں ایک لاکھ پچاس ہزار سے زیادہ
لوگوں نے مسیح مذہب قبول کیا پچھلے بیس سال

میں پورے مسیحیت کی آبادی چھ لاکھ گئی ہے
پچھلے سال عیسائی ٹینگوں میں ایک لاکھ سات
ہزار آدمی شریک ہوئے اور پانچ ہزار سے زیادہ
آدمی بطور متلاشیان کے درج ہوئے۔ اس
سے اندازہ لگاؤ کہ عیسائی کس طرح اپنی مذہب کے
لئے ترقی کے میدان میں دوڑ دھوپ سے کام

میں رہ نہ سکاں

بھی اہل جاپان کو پیغام حق پہنچانے کے لئے
ایک خاص جوش کام کر رہا تھا۔ مگر اس جوش نے
قول سے عمل کا جامہ نہ پہنا۔ ہم پر وگرام ہی بنا
رہ گئے اور سچی صاحبان میدان میں کود پڑے
ہمارے ایمان ہے کہ اسلام ایک پاک مذہب
ہے تو حیدر بے نظیر مسارات اس وقت اس ٹینگوں
آسمان کے نیچے اگر کوئی مذہب انسان کو دین اور
دنیا میں فائز المرام کر سکتا ہے تو وہ صاف
اسلام ہی ہے۔ مگر صندوق میں بند کئے ہوئے
جو اہل کون کون دیکھے اگر ہم ہمت کرتے تو
کچھ تعجب نہ تھا کہ اس وقت جاپان کا ایک خاص
مشرف باسلام ہو کر قریب بارگاہ ایزدی ہو جاتا مگر
مسیح صاحبان نے ہمت کی اور وہ کہیں سے کہیں
جا پہنچے۔ اور ہم نہ دیکھنے کے دیکھتے رہ گئے۔
ایران تیز گام نے محمل کو جالیا
ہم محو نالہ سہرس کاروان رہی

جہاں خالصہ اخبار سے استفادہ

خالصہ اخبار
اخبار آج کل دہرا
دہریہ مضامین لکھ
رہا ہے کہ جو ایشان
اللہ تعالیٰ دی ہیں بال وغیرہ ان کی قدر کرنی چاہئے
جنائے نہیں کرنا چاہئے جو ضائع کرتے ہیں وہ الہی
حکم کی عدولی کرتے ہیں اب ہم خالصہ اخبار سے
یہ دریافت کرتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے

بال دیتے ہیں۔ اسی طرح ناخن بھی اسی نے عطا کر دیے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ بالوں کی حفاظت کی جائے اور ناخنوں کو کاٹا جائے اس کے فائدہ اخبار کا محقق ایڈیٹر اس کا معقول جواب دیکر شکور فرمایا۔

مسیح کی موت حیات جگہ کی نظم پر اخبارات میں بہت کچھ لکھا ہے۔

یہی ہے ایک صاحب خیمہ اخبار میں ٹھیک لکھا ہے کہ اگر ایک شخص مسیح کی وفات کا قائل ہے تو وہ دائر اسلام سے نکل نہیں سکتا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ ایک فاضل بیت المقدس نے باتشائے اس بحث کے فرمایا کہ مسیح علیہ السلام کا مرنا ہی بہتر ہے اور پھر کرور ریافت پر کہا کہ علماء سابقین سے ہی بعض کا یہ عقیدہ تھا کہ مسیح مر گئے اور پھر ساقی ہی اس کے وہ نہایت وثوق کے ساتھ فرماتے تھے کہ امام بخاری کا بھی یہی عقیدہ تھا ہمارے رسول کو تم سب سولوں سے افضل ہیں جب وہ مر گئے تو ہمیں مسیح کی زندگی کیا فائدہ دے سکتی ہے۔

نامہ نگار یہ اخبار کی رائے نہایت معقول ہے مگر ضد انسان کو اندھا کر دیتی ہے۔

مہاشہ پر کاش کا اسلام مہاشہ پر کاش اپنے ۲۶ باب کے اخبار میں پختہ ناک حملہ کرتے ہیں کہ

اسلام اور عیسائی کے کام کے ڈھنگ میں زمین و آسمان کا فرق ہے اگر یہ کہا جائے کہ اسلام کا کوئی ڈھنگ ہی نہیں ہے تو بیجا نہ ہو گا۔ عیسائیوں کی طرح مسلمانوں کی باقاعدہ مذہب کی اشاعت کرنے والی انجمنیں نہیں ہیں مگر پھر بھی اسلام ترقی کر رہا ہے۔ مہاشہ پر کاش کو یہ ترقی ایک آنکھ نہیں بھائی اس لئے سلطنت میں جا کر ان الفاظ میں اپنے سینہ کا دغیتہ لکھتے ہیں۔ اور اسلام کی طرف سے بعض ایسے ڈھنگ اپنی امنیاء رکھتے جانتے ہیں جن کا اختیار

کرنا دوسرے مذاہب والے لئے عار و تنگ سمجھتے ہیں۔ بعض ممالک میں اسلام شادی کی وجہ سے پہلا ہے۔ ہر ایک مسلمان چار عورتیں تک کر سکتا ہے ملک برہان کی مثال پیش کی جاسکتی ہے وہاں چونکہ دولا کا ماطہ اس قدر مضبوط نہیں ہے جس قدر مذہب ممالک میں ہے۔ اس لئے وہاں طلاق کی رسم مسلمانوں کے بہت کام آتی ہے۔ غرضیکہ اگر کوئی مذہب اپنی ترقی کے لئے اسلام سے کوئی امداد لینا چاہے تو نے

نہیں سکتا۔ **اسلام محض اپنی صداقت کی وجہ سے پھیل رہا ہے** یہ امر واقعہ ہے کہ اسلام میں توحید بے لاگ قوت کا ذریعہ غضب کی مساوات ہے۔ تطہیر غرضیکہ جو اشیاء میں حیثیت حق اللہ اور

میں حیثیت حق العباد اعلیٰ اور عرفی ہونی چاہیں وہ اسلام میں بدرجہ تام سیر میں اس نیلیوں آسمان کے نیچے اور کوئی مسلک نہیں ہے جو توحید اور قوت کا ذریعہ اور مساوات میں اسلام کا مقابلہ کر سکے کہنا خالق کل شیا کی تعلیم اور کہاں ارجح اور ماوراء کو خدا کا ہمعصر سمجھنا کہاں اسلامی مساوات میں شاہ و گدا کے لئے ایک ہی قطار اور کہاں پھر پھری اور ولش شوق کی تفریق آریہ صاحبان نے ہزاروں ورگایا مگر وہ مہاشہ و حرم پال کو مقہوم نہ کر سکے۔ اور آٹھ اسلام نے ہی اس کے مطالبات کو پورا کیا۔ غرضیکہ حق اللہ اور حق العباد کی بدرجہ تام تعلیم ہی ہے جو اسلام کو دیگر ادیان سے ممتاز کرتی ہے اور یہی وہ خوبیاں ہیں جو ایک دنیا کو

کشان کشان اسلام کی طرف گھنچ لارہی ہیں۔ باقی یہی پرکاش کی تعداد از دواج اور طلاق کی طعن و تشنیع سو یہ ایک ایسی ہی بات ہے جس طرح کوئی یہ کہے کہ آریہ سراج کو جو اس قدر ترقی ہو رہی ہے یہ محض آریہ سراج کے اس مایہ ناز مسئلہ کے طفیل جو جے کجانی قائم مقام کہا جاتا ہے۔

عیسائی مذہب کی اشاعت میں کس طرح سر توڑ کوشش کی جاتی ہے

فارن بائبل سوسائٹی

The British & Foreign Bible Society

کے نام سے ایک انجمن قائم ہے جس کے تحت ایک ماہوار رسالہ The Bible in the World یعنی دنیا میں بائبل کی اشاعت کے لئے کیا ہو رہی شائع ہوتا ہے اس کے نازہ نمبر کے حسب ذیل مضامین کی طرف ہم ناظرین نور کی توجہ خصوصیت سے منطقت کر داتے ہیں۔ آج کل کا غذا اور چھپائی وغیرہ کے گران ہونے سے کتابوں کا شائع کرنا ایک مشکل امر ہو رہا ہے۔ اس پر انجمن اجزوری کے اجلاس میں یہ تجاویز پائے ہیں۔ کہ نئے عہد نامہ کی پانچ لاکھ جلدیں ایسی چھپائی جائیں جن کی قیمت فی جلد اربو۔ دو لاکھ جلدیں ایسی ہوں جن کی قیمت فی جلد دو آنہ ہو اور فی جلد انجیل کی ۵۰ ہزار جلدیں ہندوستانی کاغذ پر طبع ہوں اس کے علاوہ یہ قرار پایا کہ چار لاکھ چالیس ہزار جلدیں فرنگی زبان میں چھپائی جائیں گویا اجزوری کے اجلاس میں سوسائٹی نے ۱۵ لاکھ سے اوپر جلدوں کے چھاپنے کا قرارداد کیا جس کی اس سال کی مانگ پوری ہو سکیگی اس کے مقابلہ میں ہندو کام فی کے برابر ہے خدا رحم کرے۔

نیت ہو مدت

نیت ہو مدت ایڈیٹر نے اگر وہ ایک ہی بیماری کے بعد فوت ہو گئے اللہ تعالیٰ اس کے اعمال کی جزا دے۔ ہم نیت ہو مدت سے شدید غمی اختلاف ادا کر رہے ہیں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ان کے دل میں آریہ سماج کی ترقی کے شہیت دروہنا۔ وہ چھپ چھپا رہے ہیں آریہ سماج کی مذہبی بہادر رشک

سیح صاحبان کس طرح اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے کوشش کر رہے ہیں اس کا معقولہ اس نونہ پیش کیا جاتا ہے لندن میں ایک برٹش اینڈ